حامداً و مصلیاً علی رسولہ الکریم

بوستانِ نعت

جسمین

علاوہ غزلیات نعت کے بیان معراج ۔ قصیدہ در مدحت

سیدنا غوث الاعظم قطب عالم شیخ عبدالقادر الجیلانی و نظم دربیان

شہادت امام حسین علیہ السلام بھی مندرج ہے

از تصنیف سید ہادی علی المتخلص بہ رواں شاگرد و

خلف الرشید میر قاسم علیصاحب خواہان بریلوی

مطبع حقانی واقع دہلی مین چھپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد باری تعالےٰ عز اسمہٗ

کھل نہیں سکتا کسی صورت معمّا حمد کا
ڈالتا ہے پیچ میں دانا کو نکتہ حمد کا

سچ میں کہتا ہوں نہیں ہے مجھکو دعوےٰ حمد کا
کیا مری ہستی ہے کب لکھتا ہوں یارا حمد کا

آفتابِ معرفت ہے ذرّا ذرّا حمد کا
دفترِ حکمت بنا ہے پتہ پتہ حمد کا

دیکھتے ہیں فرش سے تا عرش چرچا حمد کا
تا ابد یوں ہی رہے گا بول بالا حمد کا

عندلیبوں کے لبوں پر ہے ترانا حمد کا
بج رہا ایک ایک ڈالی پر ہے ڈنکا حمد کا

ہے وہ اعلیٰ اور بالا سب سے پایا حمد کا
کس نے پایا جز رسولؐ پاک پایا حمد کا

عاقبت محمود کر یارب تو صدقہ حمد کا
دین احمدؐ پر مروں یہ ہو نتیجہ حمد کا

فکر سے برتر مبرا وہم سے ہے ذات پاک
آدمی سے غیر ممکن ہے احاطہ حمد کا

ہائے غفلت وائے مستی ہم ہیں غافل ذکر سے
نور کا تڑکا ہے چڑیوں میں ہے چرچا حمد کا

جو خدا والے ہیں غیر ذکرِ حق سنتے نہیں
رکھتے ہیں وردِ زباں ولب وظیفہ حمد کا

صدقۂ احمدؐ خدایا یہ دُعا کر مستجاب
ہو رواں ہر وقت جان و دل سے شیدا احمد کا

نعت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کی ذاتِ اقدس آئینہ ہے حق نمائی کا
مرقع ہے سراپا خاص شانِ کبریائی کا

جو پایہ ہاتھ آئے اس شہ کے در کی جبہہ سائی کا
نہ لوں ہرگز میں شاہی چھوڑ کر رتبہ گدائی کا

کیا ہے حق نے مالک آپ کو ساری خدائی کا
دیا ہے مرتبہ کل انبیا کی پیشوائی کا

شبِ اسرے صلہ پایا جو حق سے رونمائی کا
ہوا محضر عصیہ کا رانِ امت کی رہائی کا

شفیعِ روزِ محشر کی شفاعت پر بھروسا ہے
نہیں دعویٰ ہے ہرگز ہم کو زہد و پارسائی کا

سب ہی ادنے سے اعلےٰ تک انہیں کا تکتے ہونگے منہ
پڑے گا شور محشر میں محمدؐ کی دہائی کا

جمالِ احمدی کو مہر و مہ سے کیا بھلا نسبت
عرب سے ہے عجم تک شہرہ حسنِ دلربائی کا

پکڑ لے انکا دامن مانگ لے جو دل کی خواہش ہو
نہ دینا ہاتھ سے موقع مقدر آزمائی کا

مرے اشعار مقبولِ جنابِ کبریائی ہوں
یہی مجھ کو صلہ درکار ہے مدحت سرائی کا

تو ہی ہے انتخابِ برگزیدہ ساری خلقت میں
تو ہی ہے لائق و شایاں خطابِ مصطفائی کا

بُلا لو روضۂ اقدس پر اب تو جلد یا حضرت
گوارا ہو نہیں سکتا رواںؔ سے غمِ جدائی کا

اب تو قابو میں نہیں ہے دلِ مضطر اپنا
کیوں دکھاتے نہیں حضرت رخِ انور اپنا

صدقے اے رحمتِ عالم تری اس رحمت کے
تشنۂ دید ہے فردوس میں کوثر اپنا

مغفرت کی نہیں امید بجز رحمتِ حق
ہے سیہ نامۂ اعمال سراسر اپنا

کیا کریں نافۂ چین عنبرِ سارا لیکر
ہے دماغ اور ہی خوشبو سے معطر اپنا

امتی ہونے کی تھی جسکی دعا موسیٰ کو
وہی باشوکت و ذیشان ہے پیمبر اپنا

آنکھ کے تارے نے روضہ شہِ دیں کا دیکھا
کیسا چمکا فلکِ اوج پہ اختر اپنا

تابشِ روئے پُر انوارِ نبی سے اے چرخ
رُخ ملا سکتا ہے خورشیدِ منور اپنا

امتِ فخرِ رسل سب میں لقب ہے مشہور
رتبہ کیوں اور امم سے نہ ہو بڑھ کر اپنا

یا علی شیرِ خدا کیجے مشکل آساں
نہ بگڑ جائے کہیں کھیل یہ بن کر اپنا

بیٹھے ہیں تکیہ کئے لاکھ اُٹھائے کوئی
اُن کے در سے نہیں اُٹھنے کا ہے بستر اپنا

آستانِ شہِ دیں پر جو پہنچ جائیں رواں
شاد و نازاں ہوں کہ ہے تخت سکندر اپنا

ترے رتبہ سے اعلیٰ کوئی رتبہ ہو نہیں سکتا
یہی ایمان ہے میرا کہ تجھ سا ہو نہیں سکتا

کیا سیراب فوجِ تشنہ لب کو پانچ انگلی سے
ترے دستِ کرم سے بڑھ کے دریا ہو نہیں سکتا

بجا ہے فخر تجھکو منزلت پر روضۂ عالی
کہ ہم پایہ ترا عرشِ معلےٰ ہو نہیں سکتا

دلیلِ صاف و روشن ہے یہ تیری بے مثالی کی
تو ہے ظلِ خدا سایہ کا سایہ ہو نہیں سکتا

فدا کی جان دل صدقہ کیا نامِ مبارک پر
بلالِ خستہ جاں کی طرح شیدا ہو نہیں سکتا

لبِ لعلین شہ سے لعل کا کیا منہ جو ہمسر ہو
درِ دندان سے ہمسر دُرِ یکتا ہو نہیں سکتا

چھپا لو جو نہ اپنے دامنِ رحمت میں تم مولا
کہیں ہم بے ٹھکانوں کا ٹھکانا ہو نہیں سکتا

اگر در کو تمہارے چھوڑ کر در در پھرے مانگے
کبھی پُر اپنا دامانِ تمنا ہو نہیں سکتا

ہوئے جب جلوہ فرما عرش پر حضرت کہا حق نے
قریب آ میرے پیارے تجھ سے پردہ ہو نہیں سکتا

نہ ہو جب تک اشارہ آپکی عینِ عنایت کا
قیامت تک درِ مقبولیت وا ہو نہیں سکتا

نہیں مالک تمہیں مختار ہو کونین کے حضرت
کوئی اس مملکت کا اور مولا ہو نہیں سکتا

تمہارے نقشِ پائے پاک کا ہے یہ اثر ورنہ
ملایم موم صورت سنگِ خارا ہو نہیں سکتا

رقم کلکِ بیاں سے آپکی مدحت ہو کیا ممکن
بشر ہو کر خدا ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا

السلام اے سروِ بستانِ عرب
الصلوٰۃ اے فخرِ شاہانِ عرب

اللہ اللہ عزت و شانِ عرب
جان و دل سے ہوں میں قربانِ عرب

دونو عالم پر ہے احسانِ عرب
ہر کس و ناکس ہے مہمانِ عرب

اک جھلک سے دو جہاں روشن کیے
واہ واہ اے ماہِ تابانِ عرب

ایک عالم جس کے زیرِ تیغ ہے
ہے توہی وہ مردِ میدانِ عرب

سیدِ لولاک کے قدموں تلے
جان دیدیتے تھے مردانِ عرب

دونوں عالم بہرہ یاب اس در سے ہیں
ہر جگہ جاری ہے فیضانِ عرب

کرتے ہیں تعظیم شاہانِ عجم
مانتے ہیں دل سے فرمانِ عرب

کیوں تمنا باغِ جنت کی کروں
مجھکو بھایا ہے بیابانِ عرب

بزمِ عالم تیرہ تھی روشن ہوئی
لائے جب تشریف سلطانِ عرب

یہ روانِ زار ہو کمتر پہ نثار
اک نگاہِ لطف اے جانِ عرب

ہے دو عالم میں تمہاری ذات والا انتخاب
آپ کو نامِ خدا حق نے بنایا انتخاب

کائناتِ جزو و کل میں ہی تو تھا انتخاب
خلق کا تو برگزیدہ انبیا کا انتخاب

کیا لکھیں ہم تری مدحت تو سراپا انتخاب
تو ہے چیدہ برگزیدہ تو یگانہ انتخاب

عہد کیکر دہر میں تھا اک زمانہ انتخاب
تھے عرب میں شاہ شاہانِ مسند آرا انتخاب

تو حبیب اللہ ہے تو سب کا پیارا انتخاب
پھر نہ کیونکر ہو رسل میں تیرا رتبہ انتخاب

مرسلیں نوبت بہ نوبت جسکی دیتے تھے خبر
اب جہاں میں آیۂ رحمت وہ آیا انتخاب

ہدیۂ سرکار میں شاہِ عرب کی پیش کر
اے رواں تونے غزل لکھی سراپا انتخاب

آنکھیں مدت سے ہیں مشتاق زیارت حضرت
اپنے شیدا کو دکھا دیجیے صورت حضرت

صدمۂ ہجر نے کی غیر یہ حالت حضرت
ذکر لب ورد زباں کیوں نہو حضرت حضرت

فخر کیونکر نہ کرے آپ کی امت حضرت
ذات پُر نور ہوئی آیۂ رحمت حضرت

سب فصیحانِ عرب بھول گئے لسّانی
جب ہوئے شہرۂ آفاقِ فصاحت حضرت

مجھ سیہ کار کو کیا تیرگی قبر کا ڈر
کہ دکھائیں گے مجھے نور کی طلعت حضرت

آپ کی صورتِ پُر نور سے ہے عشق ہمیں
اسی مصحف کی ہے ہر وقت تلاوت حضرت

خلق کی جس سے ہی وابستہ کشودِ حاجات
ہے وہ عالم میں تمہارا در دولت حضرت

بزم بے شمع کی مانند تھی تار و تیرہ
قدم پاک نے دی خلق کو زینت حضرت

ہو جو بیتاب دم نزع رواں روح رواں
آکے فرمائے تلقین شہادت حضرت

دل میں درد و داغ - لب پر الغیاث
الغیاث اے بندہ پرور الغیاث

دستگیر و یار و یاور الغیاث
حامی و آقا و سرور الغیاث

گرمیِ خورشید سے ہے حلق خشک
مرحمت ہو جام کوثر الغیاث

اس طرف بھی اک نگاہِ التفات
دمبدم جاری ہے لب پر الغیاث

خستہ حالی عاصیوں کی دیکھیے
اے شفیع روز محشر الغیاث

درد دل سے اے مسیحائے زماں
آگئی ہے جان لب پر الغیاث

پرسشِ اعمال ہے کیا دوں جواب ہوں بہت حیران و ششدر الغیاث
ہے مرا اظہار پیش ذوالجلال لے حبیبِ ربِّ داور الغیاث

ہول محشر سے رواں ہے مضطرب
اے قرار جان مضطر الغیاث

نظم دربیان معراج صاحب السریر والتاج

معراج مصطفٰے کی خوشی جابجا ہی آج عیش و طرب ہے دلِ خلقِ خدا ہی آج
آمد کا شور ہفت فلک پر مچا ہی آج استادہ سوادب سے صفِ انبیا ہی آج
مائل جو سوئے عرشِ حبیبِ خدا ہے آج مشتاق دید خالق ہر دوسرا ہے آج
رضواں کو فکر آئینہ بندیٔ خلد ہے جو مقدمِ حضور کا شہرہ سنا ہی آج
شرمندہ ہے حضور سے مالک جحیم کا دوزخ کا باب اس نے مقفل کیا ہے آج
جبریل جا حبیب کو لائے بہ حکمِ حق تسبیح کے عوض یہی خدمت عطا ہی آج
جا در پہ امہانی کے گھر اشتیاقِ دید دولت سرا میں اُسکے وہ رونق فزا ہی آج
لائے براق حضرتِ جبریل خلد سے پوشش کو ساتھ سبز بہشتی قبا ہی آج
دیکھا کہ خواب عیش میں مصروف ہیں حضور کیونکر جگائے محو فکر ہوا ہے آج
ملے جبریل پائے نبی سے پر اپنے مل اس طرح سے جگا یہی حکمِ خدا ہے آج
جاگے حضور غسل کیا آبِ خلد سے زیبِ بدن بہشت کا جامہ کیا ہی آج
پھر بولے جبریل توقف نہ کیجیے در پر براق بہرِ سواری کھڑا ہی آج
حضرت سواری ہے جو رکے آیا حکم حق میرے حبیب کہہ تجھے کیا غم ہوا ہی آج

فرمایا یہ حضور نے اے خالقِ جہاں
مجھکو حضور و قربِ مقام دئیے ہیں آج

امت کی فکر دل کو بناتی ہے مضطرب
سب کچھ ہے میرے واسطے کیا کیا ہوا ہے آج

آئی ندا کہ فکر نہ کر اسکی مطلقاً
پورا ضرور ہو جو ترا مدعا ہے آج

ہر امتی کی قبر پر آئے گا اِک براق
جس شان سے کہ تجھکو بلایا گیا ہی آج

سُنکر حضور شاد ہوئے ہو لئے سوار
عازم براق جانبِ اقصا ہوا ہے آج

پہنچے وہاں حضور امامت قبول کی
اور مقتدی تمام صفِ انبیا ہے آج

فارغ ہوئے نماز سے سدرہ کا قصد ہے
جبرئیل ہمرکاب رسولِ خدا ہی آج

پہنچے حضور سدرہ تو جبرئیل نے کہا
حضرت مرے مقام کی یہ انتہا ہی آج

رفرف نے پھر حضور کو پہنچایا عرش تک
دیکھو شرف حضور کو کیسا ملا ہے آج

ہر پردہ پر سوال ہے یہ کون آتے ہیں
ہر بابِ آسمان پہ یہ پیہم ندا ہی آج

دیتا ہے اسطرح سے فرشتہ وہاں جواب
ہمراہ میرے خاص شہِ انبیا ہی آج

حدِّ ادب سے اپنی نہ آگے بڑھا کوئی
تنہا فقط جنابِ حبیبِ خدا ہی آج

بادل کے ایک ٹکڑے نے پہنچایا لامکاں
یہ وہ مقام ہے کہ تعجب فزا ہی آج

جس جلوہ کی ہوئی تھی نہ موسیٰ سے تابِ دید
بے پردہ وہ حبیبِ خدا پر ہوا ہے آج

دارین میں عروج و ترقی نصیب ہو
تجھ سے روانِ زار کی یا رب دعا ہی آج

لب پر ہے شاہِ دیں کیلئے بیقرار روح
کرتی ہی وقتِ نزع روانِ انتظار روح

کس منہ سے جائے داورِ محشر کے روبرو
افعال ناصواب سے ہے شرمسار روح

رہ رہ کے جو مدینہ کا آتا نہیں خیال
گھبرا رہی ہی سینہ میں کیوں بار بار روح

ہوتا اگر نہ شوق لقائے جمالِ پاک
داخل نہ ہوتی تن میں کبھی زینہار روح

رہنے کو پایا قالبِ پُر نور مصطفٰے
رتبہ پر اپنے کیوں نہ کرے افتخار روح

جو رہ گئے زیارتِ روضہ سے بے نصیب
حسرت سے انکی پھرتی ہے گردِ مزار روح

ہر بار عشقِ شاہ میں مر کر جیا کریں
پائیں جو کالبد میں وہ اپنی لاکھ بار روح

جو شمس دین حق کا ہنیں لاجواب رُخ
بے وجہ کیوں ہے پھیر رہا آفتاب رُخ

ہے جلوہ نبی کی دو عالم میں روشنی
تاباں ہے ذرّوں میں صفتِ آفتاب رُخ

موسیٰ سے جسکی تاب اک ذرّہ ہو سکی
دیکھا رسولِ پاک نے وہ بے حجاب رُخ

نورِ خدائے پاک جنابِ رسول ہیں
کیا مُنہ کرے جو انکی طرف آفتاب رُخ

حد سے سوا ہیں طالبِ دیدار بیقرار
حضرت نہ رکھیں اب تو میانِ نقاب رُخ

امت نبی کی دُور سے پہچانی جائیگی
چمکے گا داغ سجدہ سے روزِ حساب رُخ

سانچے میں نور کے ہے سراپا ڈھلا ہوا
ہر عضو بے بدل ہے ہنیں انتخاب رُخ

جبتک ملے نہ سایۂ دامانِ مصطفٰے
گرمیٔ مہرِ حشر سے لائیں نہ تاب رُخ

مولا کیا لحد میں نکیرین نے سوال
کیا دیر ہے دکھائیے مجھکو شتاب رُخ

امت میں آفتاب رسالت کی ہیں وہ آل
کیا تاب جو ملائے ادھر آفتاب رُخ

اللہ اللہ شانِ احمد
ہر لب پہ ہے داستانِ احمد

گویا ہوئے قائلِ فصاحت
وہ تھا فصیح بیانِ احمد

کیا گرمیٔ حشر کا کریں خوف
ہونگے زیرِ نشانِ احمد

ہم سے عاصی نہ بخشے جاتے
ہوتا نہ اگر یہاں احمدؐ

اعزاز قرب خدا نے بخشا
سبحان اللہ شانِ احمدؐ

عیش عقبیٰ بہارِ جنت
ہے حصہ دوستانِ احمدؐ

جتنے مرسل جہاں میں آئے
ہر اک نے دئے نشانِ احمدؐ

منسوخ ہوئے سلف کے ادیاں
جس دم آیا زمانِ احمدؐ

دونو عالم میں ہے وہ محفوظ
جس نے ڈھونڈھی امانِ احمدؐ

یارب اتنی دعا ہو مقبول
سر میرا ہو آستانِ احمدؐ

کیوں نعت میں لے رواںؔ نہ چہکیں
ہیں بلبل بوستانِ احمدؐ

دکھا مجھکو یارب جمالِ محمدؐ
کہ ہے دل کو ہر دم خیالِ محمدؐ

ولائے محمدؐ ہے قرب صحابہ
ہے وصلِ الٰہی وصالِ محمدؐ

تمنائے دل یا الٰہی ہو پوری
میسر ہو مجھکو وصالِ محمدؐ

نہ کیوں فخر کونین ہو ذات اقدس
نہیں دو جہاں میں مثالِ محمدؐ

دو عالم کو چمکا دیا اک جھلک سے
زہے آب و تاب جمالِ محمدؐ

خدا نے تقرب کا اعزاز بخشا
یہ ہے اللہ اللہ کمالِ محمدؐ

شفاعت کی مسند پہ ہیں جلوہ فرما
زہے عز و شانِ جلالِ محمدؐ

ہوئیں مستجاب آپ کی کل دعائیں
قبولِ خدا ہے سوالِ محمدؐ

رواںؔ کیوں نہ رتبہ پہ اپنے ہو نازاں
کہ ہے خاکِ اصحاب و آلِ محمدؐ

قلق عالم کو یا مولا ہے میری خستہ جانی پر ترحم کیجیے بہرِ خدا اس زندگانی پر

گھلا جاتا ہے میرا جسم خاکی جوشِ گریہ سے نظر ہو یا نبیؐ اس چشمِ تر کی خونفشانی پر

مزہ جنت کا لوٹے گی رسول اللہ کی امت جلیں حاسد اگر جلتے ہیں عیشِ جاودانی پر

زہے حسنِ نبی شوقِ لقا خود ذاتِ حق کو تھا سنا کرتے تھے موسیٰ لن ترانی لن ترانی پر

کلامِ مصطفےٰ میں کیا فصاحت اللہ اللہ تھی فصیحانِ عرب کو فخر تھا معجز بیانی پر

شبِ معراج تھے مصروف راحت سیدِ عالم نزولِ رحمتِ حق تھا مکانِ امہانی پر

نہیں مخفی ہے حضرت سے کوئی شے دین و دنیا کی عبورِ علمِ باطن ہے کل اسرارِ نہانی پر

نہو روزِ قیامت راہِ پل دشوار طے کرنا جو حضرت کا کرم ہو جائے میری ناتوانی پر

رواں دنیا سے چلنا ہے یہ دو اک دن کا میلہ ہے
اگر ہشیار ہے تکیہ نہ کرنا دارِ فانی پر

فنا فی الحق ہوا سالک فنا فی المصطفےٰ ہو کر ہوئی گم منزلِ مقصود اس سے جدا ہو کر

کیا دنیا کو روشن آپ نے شمس الضحیٰ ہو کر نکالا تیرگی کفر سے بدر الدجےٰ ہو کر

رہوں دنیا میں یا حضرت تمہارا مبتلا ہو کر رواں ہو جان تن سے نام نامی پر فدا ہو کر

کہا وقتِ ولادت ربِّ ہب لی امتی شہ نے ہمیں کو حق سے مانگا سجدہ میں محوِ دعا ہو کر

ہوئے خیر الامم دنیا میں عقبیٰ میں ملی جنت عطا رتبے ہوئے کیا کیا غلامِ مصطفےٰ ہو کر

ہماری ایکایک بگڑی بنی قسمت ہوئی سیدھی جو اس عالم میں آئے آپ فخر الانبیا ہو کر

قدم رنجہ مرے ویرانہ میں حضرت جو فرمائیں قدمبوسی کی دولت ہاتھ آئے خاکِ پا ہو کر

نہو پروائے شاہی نام کو دل میں فقیروں کے جو سایہ آپ کا سر پر رہے ظلِ ہما ہو کر

نہ کرتے کیونکر اقرارِ رسالت مردے جی اٹھکر کیا زندہ لبِ جاں بخش نے معجز نما ہو کر

رہواں کا دولتِ دارین سے دامن رکھ خالی
کہاں در در پھرے مارا ترے در کا گدا ہو کر

ید قدرت نے عجب شب کے بنائے عارض
کس کا منہ ہے کہ لکھے وصف و ثنائے عارض

لوحِ محفوظ سے بڑھکر ہے جبینِ پُر نور
رو کشِ گلشنِ جنت ہے فضائے عارض

درد ہے سورۂ واللیل عوض گیسو کے
یاد ہے سورۂ والشمس بجائے عارض

ہم یہ سمجھے کہ ہوا طالع خفتہ بیدار
خواب میں جو شہِ دیں کے نظر آئے عارض

ہیں سخی حسن میں سلطانِ عرب کی سرکار
خوبی چہرۂ خوباں ہے عطائے عارض

دیکھکر روئے مہ و مہر ہوا زرد و سفید
اللہ اللہ ہے کیا حسنِ صفائے عارض

زعم ہو حسن پہ اپنے نہ حسینوں کو کبھی
جو رسولِ عربی اپنا دکھائے عارض

کچھ نہیں کام سفید و سیہِ عالم سے
ہے رہواں شیفتۂ زلف و فدائے عارض

حسنِ صورت کا شرف ہی حسنِ سیرت کا شرف
ایک سے ہے ایک بڑھکر ذاتِ حضرت کا شرف

کس نے حضرت کے سوا پایا تقرب کا عروج
کس پیمبر کو ملا ختم الرسالت کا شرف

صدقہ میں خیر الوریٰ کے ہم ہوئے خیر الامم
انبیا سے پوچھئے حضرت کی امت کا شرف

خیر مقدم سے شہِ لولاک کے معراج میں
کیا دو چنداں ہو گیا تھا عرش و جنت کا شرف

آپ ختم الانبیا ہیں آپ خیر المرسلین
ذات والا سے ہوا برتر نبوت کا شرف

فخرِ موجودات کا مداح کہلاتا ہوں میں
میرے دل سے کوئی پوچھے میری نسبت کا شرف

کلمۂ توحید پڑھکر جان نکلے جسم سے
یا الٰہی مجھکو حاصل ہو شہادت کا شرف

سرورِ کونین کے بالائے سر رکھا گیا
فخر کا سر تاج ہے تاجِ شفاعت کا شرف

تابعِ احکام ہیں اہلِ عرب اہلِ عجم
آپ نے اچھی طرح احکامِ حق پہنچا دئے

اللہ اللہ شاہِ دیں کی شان و شوکت کا شرف
کس فصاحت سے کیا حاصل بلاغت کا شرف

چل رواں سوئے مدینہ کس کمر۔ کیا دیر ہے
ہے اگر توفیق حاصل کر زیارت کا شرف

دل میں ہے حد سے زیادہ روضۂ انور کا شوق
ورد ہے والشمس جا کا چہرۂ انور کا شوق

دیکھئے ہوتا ہے کب پورا دلِ مضطر کا شوق
حفظ ہے واللیل اٹھا گیسوئے سرور کا شوق

دامنِ دشتِ قرن کی دھجیاں کرتے اویس
مست جب دم اٹھو کرتا جبۂ اطہر کا شوق

تھے شبِ میلاد تارے مائلِ فرشِ زمیں
آفتابِ دیں کی خاطر تھا یہ ہر اختر کا شوق

رات دن طوفِ مزارِ سیدِ عالم میں ہے
دیکھئے اللہ اکبر گنبدِ اخضر کا شوق

آنکھ صرفِ جستجو ہے دل ہے گرمِ آرزو
کون ایسا ہے نہیں جسکو نبی کے در کا شوق

ملتجی یا رب رواں ہے دیکھئے روضہ شاہ کا
رہ نہ جائے دل ہی دل میں ناتوانِ بے پر کا شوق

یا محمد بلاؤ گے کب تک
در بدر یوں پھراؤ گے کب تک

سر بسر میرے کام ابتر ہیں
میری بگڑی بناؤ گے کب تک

گمرہی میں پڑا ہوا ہوں میں
راہِ حق پر لگاؤ گے کب تک

شوقِ دیدار میں تڑپتا ہوں
اپنا جلوہ دکھاؤ گے کب تک

جان مضطر ہے بیقرار ہے دل
روئے روشن دکھاؤ گے کب تک

دردِ ہجراں سے بیقرار ہوں میں
مجھکو غم میں گھلاؤ گے کب تک

کشتۂ غم رواں ہے جانِ مسیح
تم سے اسکو جلاؤ گے کب تک

مرے دل میں ازل سے ہے ولائے احمدِ مرسل
دل و جاں سے ہوں ہر لحظہ فدائے احمدِ مرسل

نہ دیکھیں ظاہر و باطن سوائے احمدِ مرسل
یہ اپنی ہر رگ و پے میں سمائے احمدِ مرسل

شبِ اسریٰ گئے جب عالمِ بالا شہِ والا
مچائی عرشیوں نے دھوم آئے احمدِ مرسل

زہے تقدیر اٹھا کر چہرۂ پر نور سے برقع
ترستوں کو جمال اپنا دکھائے احمدِ مرسل

نہیں کچھ دل کو اندیشہ حسابِ روزِ محشر کا
مری بگڑی کو اِک دم میں بنائے احمدِ مرسل

بصد تعظیم آنکھوں سے لگائیں اور سر چومیں
جہاں پائیں نشانِ کفش پائے احمدِ مرسل

کشادہ بابِ رحمت ہے گدا و شاہ پر یکساں
تعالی اللہ کیا کہنا سخائے احمدِ مرسل

مہ و خورشید ہی روشن نہیں ہیں جلوۂ رخ سے
عیاں ہے ذرہ ذرہ میں ضیائے احمدِ مرسل

تفاخر اپنے رتبہ پر نہ کیوں ہو عرشِ اعظم کو
کہ تاجِ سر بنائی کفش پائے احمدِ مرسل

زبان و لب کو کیا طاقت بھریں دم وصف و خالی کا
خدا جب خود ہی فرمائے ثنائے احمدِ مرسل

خدائے پاک کو ہے کس قدر منظور دلجوئی
وہ ہوتا ہے جو ہوتی ہے رضائے احمدِ مرسل

رواں کو آفتابِ حشر کی گرمی کا کیا خطرہ
کہ ہوگا سایہ میں زیر لوائے احمدِ مرسل

دیکھیں اگر مزارِ شہِ ذی وقار ہم
صدقہ ہوں دل سے جان و جگر سے نثار ہم

میخانۂ رسول کے ہیں بادہ خوار ہم
کوثر کا لطف اٹھائیں گے روزِ شمار ہم

پی پی کے خوب جامِ مے خوشگوار ہم
لوٹیں گے باغِ خلد بریں کی بہار ہم

صورت دکھا کے قبر میں چھوڑا حضور نے
تا روزِ حشر کیوں نہ ہیں بیقرار ہم

ثابت قدم ہیں عشقِ رسالتمآب میں
داماں و جیب کو نہ کریں تار تار ہم

اے مہر فیضِ ادھر بھی نظر التفات کی
ذرہ صفت پڑے ہیں سرِ رہگذار ہم

دلربا اسی کے ہیں شاہانِ دہر بھی
جس خوانِ فیض و جود کے ہیں ریزہ خوار ہم

اے شمعِ دیں تمہاری طرف لو لگی رہے
جلوہ پہ جاں نثار ہوں پروانہ وار ہم

اے ناخدا خدا کے لئے کیجئے مدد
ہوں گے وگرنہ بحرِ الم سے نہ پار ہم

مہکا گئی دماغ تری زلف عنبریں
ہرگز نہ لیں گے نافۂ مشکِ تتار ہم

بحرِ محیطِ رحمتِ حق جوش زن ہوا
انفعال پر جو اپنے ہوئے اشکبار ہم

پائیں گے آرزوئے دلی اے زواں ضرور
ہیں کس کے آستانہ پہ امیدوار ہم

یہ التجائے دل ہے خدا کی جناب میں
عمر اپنی گذری عشقِ رسالت مآب میں

اشکِ رواں نہیں ہیں یہ چشمِ پر آب میں
پانی ہے خون ہجرِ رسالت مآب میں

دیکھی ہے زلف سرورِ دیں جب سے خواب میں
لیل و نہار ہیں دل و جاں پیچ و تاب میں

اللہ رے آستانِ معلیٰ کی منزلت
ہیں جبہ سا ملائکہ عالیجناب میں

شوقِ طوافِ روضہ جو رکھتا ہے اے فلک
منہ اپنا دیکھ آئینۂ آفتاب میں

سجدہ نہیں کیا ہے اگر آستان پر
پھر داغ کیوں ہے ناصیۂ ماہتاب میں

کیونکر ہو وصف شاہ سوارِ براق کا
جبرئیل سا ملک رہے جن کی رکاب میں

وقتِ سوال قبر میں امداد ہو حضور
کہہ جاؤں منہ سے کچھ کا نہ کچھ اضطراب میں

ہیں عبرار طالبِ دیدار یارسول
کبتک رہے گا جلوۂ عارض نقاب میں

معراج میں حضور نے کی سیرِ لامکاں
پنہاں رہا نہ جلوۂ خالق حجاب میں

برقع اٹھا کے روئے منور دکھائیے
کبتک رو آنِ زار رہے اضطراب میں

سارے خیال دل سے ہمنے مٹا دئے ہیں / نقشے تمہارے حضرت دلمیں جما دئے ہیں

اِک نور تاب جسکی موسیٰ نہ لا سکے تھے / وہ بے حجاب جبکو تمکو دکھا دئے ہیں

اللہ رے جوشِ رحمت جب ہمنے معذرت کی / جو کچھ کہ تھے معاصی دل سے بھلا دئے ہیں

غلماں نے سنکے مژدہ آمد کا شاہ دیں کے / سارے قصورِ جنت کیسے سجا دئے ہیں

پھر خدا بنا دو میری بھی بگڑی حضرت / خلقت کے کام بگڑے تمنے بنا دئے ہیں

ماکان مایکون روشن ہے ذرّہ ذرّہ / عالم کے تم سے حق نے پردے اٹھا دئے ہیں

اے خضرِ راہ للہ فرماؤ رہنمائی / دشوار منزلیں ہیں پُر سہل بنا دئے ہیں

باتیں خدا کے گھر کی سب تم پر آئینہ ہیں / جتنے تھے راز مخفی ہمکو بتا دئے ہیں

للہ اے نسیمِ رحمت ادھر بھی جھونکا / پژمردہ غنچے کیسے کیسے کھلا دئے ہیں

افکارِ دینوی سے مغموم ہوں ترحم / اپنے کرم سے تم نے روتے ہنسا دئے ہیں

کب منہ تھا یہ رواں کا اشعارِ نعت لکھتا / یہ فیض ہے تمہارا دفتر لکھا دئے ہیں

بادۂ حُبِ پیمبر سے جو سرشار نہیں / مزۂ ساغرِ کوثر سے خبردار نہیں

اُنکی سرکار سے بڑھکر کوئی سرکار نہیں / انکے دربار سے اعلیٰ کوئی دربار نہیں

غیر سے تو تیرے سوا ہمکو سروکار نہیں / چھوڑ کر دین کو دنیا کے طلبگار نہیں

خلق تو خلق خود اللہ ہے شیدائی جمال / میں ہی اک آپ کا کچھ طالبِ دیدار نہیں

ہے فقط میم کا پردہ احد و احمد میں / رازِ سربستہ سے ناداں خبردار نہیں

مرتبہ میں ہو تمہیں افضل و اعلیٰ سب سے / بعد اللہ کے تم ہو کسے اقرار نہیں

ہو گئے صدقے اسی دنداں کے اویسِ قرنی / جسکی تابش کے مقابل دُرِ شہوار نہیں

گلِ رخسار کو دیکھا ہے تمہارے جب سے
بلبلِ دل مرا وارفتۂ گلزار نہیں

سر کے بل میں درِ اقدس کیطرف جاتا ہوں
شوق سے قطع منازل مجھے دشوار نہیں

انکے کوچہ میں رہیں خاک صفت زیرِ قدم
باغ جنت کی بہاریں ہمیں درکار نہیں

ایک دم میں جو مری مشکلیں آسان کریں
کرمِ سیدِ والا سے یہ دشوار نہیں

کس لئے آئے تھے کیا کرتے ہو ای حضرتِ دل
یاد کیا روزِ ازل کے تمہیں اقرار نہیں

اے رواںؔ حشر میں جاتے ہمیں شرم آتی ہے
سینکڑوں ہم سے خطائیں ہوئیں دو چار نہیں

جو دئے رتبے ترے غاشیہ برداروں کو
نہ دئے حق نے بڑی سی بڑی سرکاروں کو

دیکھتے ہیں جو ترے چاند سے رخساروں کو
یاد کر لیتے ہیں قرآن کے ہم پاروں کو

آئیے بہرِ خدا شافعِ محشر اس دم
پیش داور لئے جاتے ہیں گنہگاروں کو

دام گیسوئے معنبر میں پھنسا کر سرور
خوب آزاد کیا اپنے گرفتاروں کو

بخدا عرشِ بریں آنکھوں کو آتا ہے نظر
دیکھتے ہیں جو ترے روضہ کے میناروں کو

ہے ادھر کثرتِ عصیاں تو ادھر ستاری
کس کے دامن نے چھپایا ہے خطا واروں کو

نظرِ شوق سے دن رات تمہیں دیکھتے ہیں
روزنِ چشم بنے ہیں ترے نظاروں کو

آسرا کوئی شفاعت کے سوا انکو نہیں
ہے نظر رحمتِ والا پہ سیہ کاروں کو

تجھ سے واصل ہیں جو اللہ سے کب ہیں وہ جدا
محوِ حق جانتے ہیں ہم ترے سرشاروں کو

دینِ حق لیکے رسولِ عربی آتے ہیں
برہمن توڑ کے اب پھینکدیں زناروں کو

ہو رواںؔ پر بھی نظر لطف کی اے جانِ جہاں
کون ہے پوچھنے والا ترے ناکاروں کو

ہوا سرشار حق جو ہو گیا حضرت کا دیوانہ
مے وحدت پہیں طالب کہ ہی مفتوح میخانہ

مجھے اللہ اُس درگاہ والا تک جو پہنچا دے
سناؤں مخبر صادق کو اپنے دل کا افسانہ

یونہی حل شان رحمت سے ہی مشکل تیرہ بختوں کی
ہو جیسے پیچ گیسو کے لیے عقدہ کشا شانہ

بنے یعقوب و زلیخا حسن پر یوسف کے وارفتہ
دو عالم کو کیا حق نے تری صورت کا دیوانہ

مزار شاہ سے نسبت ہی کیا رضوان کے روضہ کو
کجا وہ روضۂ اقدس کجا جنت کا کاشانہ

نہیں بھاتی ہی کچھ آب ہوائے ہند خاطر کو
ہو مست عشق احمد اور ہو بطحا کا ویرانہ

بنالے مجھکو اپنا اے مرے اللہ کے پیارے
بلا سے چھوٹتا ہی چھوٹ جائے خویش و بیگانہ

خدا کیواسطے یا شاہ بھرے کاسہ و دامن
در اقدس پر آیا آپ کا خادم فقیرانہ

کوئی فرد بشر بخشش سے خالی رہ نہیں سکتا
کہ جاری ہی تری سرکار سے روزینہ روزانہ

بنایا امت احمد کیا سادات اکرم سے
ہو کس منہ سے ادا اللہ اکبر حق کا شکرانہ

تمنا ہے زوان زار کی ہر دم یہ خالق سے
تصدق جان کردے بنکے شمع دیں کا پروانہ

اوصاف کیا رقم ہوں شہ خوشخصال کے
مختار ہیں وہ بارگہ ذوالجلال کے

قربان اس حبیب بدیع الجمال کے
رتبے ہیں جسکی ذات میں فضل و کمال کے

قابو میں دل نہیں ہی عجب اضطراب ہے
دیکھے ہیں جب سے جلوے رخ بے مثال کے

ہوا فصح عرب کی فصاحت کا کیا بیاں
قایل ہوئے فصیح بھی حسن مقال کے

مدت ہوئی تڑپتے ہوئے درد ہجر میں
یا رب وہ دن بھی ہو کہ مزے ہوں وصال کے

شاہان دہر مانتے ہیں عظمت حضور
وہ دبدبے ہیں آپ کی شان جلال کے

خوان کرم پہ دونو جہاں میہمان ہیں
صدقے میں یہ حضور کے جود و نوال کے

ہو آرزو یہی کہ کریں جان و دل نثار
پروانہ بنکے آپ کے شمع جمال کے

پیدا ہوئے جب آپ تو فرمایا امتی
قربان جائیں آپ کی فکر مآل کے

کچھ شک نہیں ہو اسمیں کہ پہنچے وہاں حضور
پہنچیں جہاں فرشتے نہ وہم و خیال کے

نعتِ نبی کا شوق ہو تم کو تو اے رواں
پر سخت مرحلہ ہے ذرا دیکھ بھال کے

ہیں تجھ میں محو شاغل سب حال و قال والے
لذت اُٹھا رہے ہیں قرب و وصال والے

اب تو دکھاوے جلوہ حسن و جمال والے
یہ ترچھی نظریں کب تک ابرو ہلال والے

ممکن نہیں کہ پائیں کُنہ حقیقتِ حق
برتر گمان والے اعلیٰ خیال والے

جو چاہے کر دکھائے اک لفظ کُن کو کہکر
شاہی ہو تجھکو شایاں شان و جلال والے

بیچون و بیچرا ہو ذات اُسکی سب سے برتر
ہوں دم بخود نہ کیونکر سب قیل و قال والے

پھیلا ہوا ہے دامن امید پر کرم کی
ہو لاج ہاتھ تیرے جود و نوال والے

تو بزم کن فکاں میں بے مثل و منتخب ہو
لائیں مثال تیری کیسے مثال والے

ہو ثبت لوح دل پر نقش و نگار صورت
ہر دم ترا تصور ہے خط و خال والے

اصحاب مصطفےٰ کا ہو وصف کس سے ممکن
تھے ایک ایک انمیں فضل و کمال والے

کس بے بسی سے یارب زیر زمیں بسے ہیں
ایوان و صدر والے مال و منال والے

ہے یہ رواں خستہ سگ اُن کے آستانکا
سایل ہیں جنکے در پر جاہ و جلال والے

ہو رقم کس شکل اللہ رے وقارِ مصطفےٰ
ہیں سکندر مرتبت آئینہ دارِ مصطفےٰ

مرمٹیں زیر قدم بنکر غبارِ مصطفےٰ
پھر کہیں ہم فخر سے ہیں خاکسارِ مصطفےٰ

اللہ اللہ بخشش وجودِ شہنشاہِ عرب — بادشاہانِ جہاں ہیں ریزہ خوارِ مصطفیٰ

کیا سمائے اپنی آنکھوں میں بہارِ باغِ خلد — دیکھ آئے ہیں ان آنکھوں سے دیارِ مصطفیٰ

فخرِ پابوسی و پامالی کا ہو جاتا نصیب — کاش کہ بنجاتے ہم گرد و غبارِ مصطفیٰ

مدتوں ہمنے اڑائی ہند کی گلیوں کی خاک — وہ بھی دن ہو دیکھیں یا رب ہم مزارِ مصطفیٰ

شانِ الفقری فخری جلوہ گر تھی شاہ میں — انکسارِ مصطفیٰ تھا افتخارِ مصطفیٰ

حضرتِ صدیق و عثمان و عمر مولا علی — غمگسارِ مصطفیٰ تھے جاں نثارِ مصطفیٰ

ہے پریشان گیسوئے سرور سے سنبل باغ میں — چشمِ نرگس کر رہی ہے انتظارِ مصطفیٰ

خود بنایا صانعِ بیچوں نے جسکو ہاتھ سے — بے بدل کیونکر نہ ہو نقش و نگارِ مصطفیٰ

توڑ کر بندِ علایق سوئے طیبہ ہو رواں
اے رواںِ مضطرب اے جاں نثارِ مصطفیٰ

اپنا مولا احمدِ مختار ہے — اپنا حامی سیدِ ابرار ہے

انکا دیوانہ بڑا ہشیار ہے — بادۂ توحید سے سرشار ہے

انکی عظمت سے جسے انکار ہے — دین و دنیا میں ذلیل و خوار ہے

کون آڑے وقت میں غمخوار ہے — اپنا بیگانہ ہر اک بیزار ہے

آ گئی کشتی بھنور میں یا نبی — ہو اگر امداد بیڑا پار ہے

کیوں فرشتے پا بجولاں لیچلے — پیشِ داور کیا مرا اظہار ہے

مخلصی کی کوئی بھی صورت نہیں — خود بخود افعال پر اقرار ہے

آیئے میری شفاعت کیجئے — آج پیشی پھر سرِ دربار ہے

جو طلب میں لے گیا پایا وہی — اللہ اللہ کیا سخی سرکار ہے

دین احمد پر ہو یارب خاتمہ
ہر گھڑی لب پر یہی گفتار ہے

عارضِ روشن کی دکھلا دو جھلک
اِک زمانہ طالب دیدار ہے

خواہشِ باغ جناں میں کیوں کروں
تیرا کوچہ خلد کا گلزار ہے

اے رواںؔ فکرِ قیامت ہے عبث
حق بڑا ستّار ہے غفّار ہے

طیبہ کب بلواؤ گے مولا مجھے
ہجر میں دشوار ہے جینا مجھے

پہلے کیوں شیدا بنایا تھا مجھے
اب جو دکھلاتے نہیں جلوہ مجھے

تم سے بڑھکر کون ہے آقا مجھے
کیوں ہو عرضِ حال میں پردہ مجھے

کون کام آتا ہے آڑے وقت میں
اِک سہارا ہے تو ہی تیرا مجھے

بارگاہِ حق میں اے باعزّوشاں
خلق میں کرنا نہ تو رُسوا مجھے

پیروی تیری اطاعت حق کی ہے
نقشِ پا پر فرض ہے سجدہ مجھے

تیرا شکرانہ ادا کس مُنہ سے ہو
تونے سب کچھ دیدیا داتا مجھے

جو دو عالم کا ہوا مختارِ کل
وہ دیا حق نے رواںؔ آقا مجھے

غزل در خیر مقدم سرورِ عالم سیّد عالم صلعم

ہے شور زمیں سے تا بہ سما سلطان عرب کی آمد ہے
سب پڑھتے ہیں ملکر صلِ علیٰ سلطان عرب کی آمد ہے

ہیں ساتھ جلو میں شیر خدا سلطانِ عرب کی آمد ہے
اصحاب بھی ہیں سب جلوہ نما سلطانِ عرب کی آمد ہے

تعظیم کو ہے ہر نخل جھکا سلطانِ عرب کی آمد ہے
ہر سمت عیاں ہے شان خدا سلطانِ عرب کی آمد ہے

پھیلائیں دامن شاہ و گدا۔ سلطان عرب کی آمد ہے / ہر ایک کی ہوں حاجات روا سلطان عرب کی آمد ہے

ہر رنگ میں ہے اِک جلوہ نیا سلطان عرب کی آمد ہے / خورشید بنا ہے ہر ذرّہ سلطان عرب کی آمد ہے

عرشیوں میں ہے شور بپا سلطانِ عرب کی آمد ہے / ہاں جھومے نہ کیونکر عرش علیٰ سلطان عرب کی آمد ہے

تو بھی رہ واں ہو ادب سے کھڑا سلطان عرب کی آمد ہے

جو مانگنا ہو وہ مانگ دعا۔ سلطان عرب کی آمد ہے

قصیدہ در مدحت سیّدنا غوث الاعظم قطب عالم شیخ محیؒ الدین عبدُ القادر الجیلانی

دستگیرِ بے کساں ہے غوث پاک / چارۂ بے چارگاں ہے غوث پاک

کعبۂ امن و اماں ہے غوث پاک / قبلۂ ہر دو جہاں ہے غوث پاک

انتخابِ طالباں ہے غوث پاک / فرد فردِ عاشقاں ہے غوث پاک

حق کے گھر کا راز داں ہے غوث پاک / واقفِ سرِّ نہاں ہے غوث پاک

تاجِ فرقِ عارفاں ہے غوثِ پاک / بادشاہِ سالکاں ہے غوث پاک

زینتِ بزمِ جہاں ہے غوث پاک / تیرہ عالم۔ شمع ساں ہے غوث پاک

کیا ہی تیری عزّ و شاں ہے غوث پاک / مصطفےٰ خود مدح خواں ہے غوث پاک

ناتوانوں کی تواں ہے غوث پاک / سچ تو یہ جانِ جہاں ہے غوث پاک

آفتابِ خانداں ہے غوث پاک / انتخابِ دو دماں ہے غوث پاک

ق

تو حسینی گلستاں ہے غوث پاک / تو حسن کا بوستاں ہے غوث پاک

انس و جاں پر حکمراں ہے غوث پاک / واقعی شاہِ شہاں ہے غوث پاک

چشم ہر دم خونفشاں ہی غوث پاک
ہر گھڑی وردِ زباں ہے غوث پاک

فیض تیرا جا وداں ہی غوث پاک
ایک عالم میہماں ہے غوث پاک

مرجعِ ہر انس وجاں ہی غوث پاک
ذی ہمم قطبِ زماں ہی غوث پاک

فیض مقدم سے ترے بغداد شہر
رو کشِ باغ جناں ہے غوث پاک

جسکو چاہے ایکدم میں بخشدے
مالکِ باغِ جناں ہے غوث پاک

اپنے خادم پر خدارا رحم کر
مضطرب ہی نیمجاں ہے غوث پاک

وعظ سے حضار کو بیخود کیا
واہ کیا معجز بیاں ہی غوث پاک

عرصۂ محشر میں ہر سو ہو پکار
الاماں ہے الاماں ہی غوث پاک

جس جگہ حاجات خلقت ہوں روا
وہ تمہارا آستاں ہے غوث پاک

خوان فیض وجود سے ہیں بہرہ یاب
ہم ہیں مہماں میزباں ہی غوث پاک

تابش خورشید سے محفوظ ہے
جو ترے زیر نشاں ہے غوث پاک

جس زمیں کو عرش پر بھی ہے شرف
اُس زمیں کا آسماں ہی غوث پاک

سخت مضطر دوریٔ درگاہ سے
آپ کا خادم رواں ہے غوث پاک

نظم دربیان شہادت امام حسین علیہ التحیۃ والتسلیم

زبان و لب کا کیا مُنہ ہی کہیں قصہ شہادت کا
کہاں تابِ قلم ہی بائے جو یارا شہادت کا

یہی آتا ہی دل میں کھینچ دوں نقشہ شہادت کا
دکھادوں صاف روشن کرکے آئینہ شہادت کا

دوائر حلقہ غم پوشش ماتم ہے حرفوں کی
ہویدا ہی صریر کلک سے نعرہ شہادت کا

جگر کے ہو گئے ٹکڑے کلیجہ آگیا مُنہ کو
دل و جاں کو ہوا ہے یاد جب قصہ شہادت کا

ہوئی تقسیم جب بزمِ ازل میں کل مراتب کی
اُٹھایا حضرتِ سبطین نے بیڑا شہادت کا

مسجل مہر سے سبطین کی حضرت نے فرمایا
کیا روح الامیں نے پیش جب نامہ شہادت کا

وطن بھی چھوٹتا ہے جدِ امجد سے بھی رخصت ہے
مگر جاتا ہے سوئے کربلا شیدا شہادت کا

امامِ دو جہاں کس شوق سے ارشاد کرتے ہیں
علم ہو کربلا کے دشت میں جھنڈا شہادت کا

نہ مانی کوئی حجت اشقیا تھے سنگدل ایسے
رجز سے گو سنایا آپ نے خطبہ شہادت کا

کمر سے ذوالفقارِ حیدری آقا نے باندھی ہے
کیا ہے شوق سے زیبِ بدن جامہ شہادت کا

مقابل صف کے آیا ہے حسین ابن علی لڑنے
پڑا ہے اشقیا کی فوج میں غوغا شہادت کا

علی اصغر نے دیدی جان تیرِ حرملہ کھا کر
علی اکبر نے کھایا سینہ پر نیزہ شہادت کا

جنابِ سرورِ دیں جامِ کوثر خود پلاتے ہیں
جو تڑپتا جاتا ہے میدان سے پیاسا شہادت کا

کیا بیتاب وصلِ حق نے آئی شاہ کی باری
عیاں ہے چہرۂ پُر نور سے جلوہ شہادت کا

ہوا راز و نیاز اللہ سے اللہ ری جانبازی
تسلیم خم کرکے کیا سجدہ شہادت کا

نہ کیونکر اے فرات آنکھوں سے ہوں تیرے رواں آنسو
بہا ہے کربلا میں خون سے دریا شہادت کا

حرم آتے ہیں واپس قافلہ سالار عابد ہیں
مدینہ میں ہر اک جا شور ہے برپا شہادت کا

تصدق جان و دل ہوں ہم سیہ کارانِ امت کے
دیا سر راہِ حق میں غم نہ تھا اصلا شہادت کا

الٰہی صدقۂ خون شہیداں قتل معصوماں
میسر ہو رواں کو نزع میں کلمہ شہادت کا

تمام شد

سنہ ۱۳۲۴ ہجری